علوم القرآن کی پہنچ اور اندازِ تخاطب

محمد نجات اللہ صدیقی

[پروفیسر محمد نجات اللہ صدیقی صاحب نے یہ خطبہ ادارہ علوم القرآن کے زیر اہتمام ''خاندانی نظام اور قرآنی تعلیمات'' پر منعقدہ دو روزہ (۲۰-۲۱ نومبر ۲۰۰۹ء) سیمینار کے افتتاحی اجلاس میں بطور مہمان خصوصی پیش کیا تھا۔]

علمی اداروں میں ادارۂ علوم القرآن کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس نے قرآن پر فوکس کیا ہے۔ علوم کا ذکر بتاتا ہے کہ تبلیغ نہیں تحقیق مقصود ہے۔ یہ ایک دانش مندانہ قدم ہے جس کی تائید وحمایت ہمارا فرض ہے۔ سالانہ مجالسِ مذاکرہ کے انعقاد، علمی مجلّے کی اشاعت اور ادارے کی ویب سائٹ کا اہتمام بتاتا ہے کہ ادارہ کے ذمہ داروں اور ممبران کے حوصلے بلند ہیں۔ آج کی مختصر سی گفتگو میں آپ کو اس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی تک آپ کی پہنچ مسلمانوں تک محدود ہے۔ آپ کا تخاطب بھی انھی سے ہے اور آپ کے مباحث بھی ان ہی کو سامنے رکھ کر چنے جاتے ہیں۔ عرض یہ کرنا ہے کہ موجودہ حالات، ہمارے منصب اور خود قرآن کریم کا تقاضا ہے کہ ہم آگے بڑھیں۔ ایسے مباحث کی طرف بھی توجہ کریں جن میں سارے بندگانِ خدا منہمک ہیں۔ ایسی زبانیں اور لہجے اختیار کریں جنھیں مسلمانوں کے علاوہ دوسرے بھی سمجھتے ہوں اور ایسے ذرائع اتصال و ترسیل تلاش کریں جو دوسروں کے لیے بھی قرآن فہمی کی راہ ہموار کریں۔

آپ بخوبی جانتے ہیں کہ معروف علوم القرآن زیادہ تر ان لوگوں کی ضرورت کے پیش نظر ظہور میں آئے جن کی مادری زبان عربی نہیں تھی، یا جو قریش کے محاوروں سے مانوس نہیں تھے یا جن کو جزیرۃ العرب کے روایتی ورثہ میں سے حصہ نہیں ملا تھا۔ جب دارالاسلام پر یونانی عقلیت پسندی کے سائے چھائے تو علوم القرآن میں بھی نئی جہات

کا اضافہ ہوا۔ علوم القرآن کسی چاروں طرف سے گھرے حوض کا نہیں ایک بہتے دریا کا نام ہے۔ علم و حکمت کے نئے آبشار اس کی آبیاری کرتے رہے ہیں، اس سے نکلی نہریں دوسرے اسلامی علوم و فنون کو تقویت پہنچاتی رہی ہیں۔ مغرب میں استشراق orientalism کے چیلنج اور خود اپنے ملک ہندوستان میں آریا سماجی اور ویدانتی حملوں کے جواب میں جو کچھ کیا گیا اس کی تفصیل کا نہ تو موقع ہے نہ میں اس کی صلاحیت رکھتا ہوں۔ مگر اس بات کا شعور رکھتا ہوں کہ آج اکیسویں صدی کے چیلنج مختلف ہیں۔ یہ حقیقت بھی سامنے رہے کہ دفاعی خطاب اور افہام و تفہیم کے تخاطب میں بڑا فرق ہے۔ ہم میں سے بہت سے لوگ گزشتہ صدیوں میں رائج مناظروں اور حال میں علمائے اسلام کی طرف سے آغاز کردہ مکالمہ بین الادیان interfaith dialogue کا فرق نہیں سمجھتے۔ مگر یہ آج کا موضوع نہیں۔ ضرورت ہے علوم القرآن کو ان نئی وسعتوں سے روشناس کرانے کی جو اُس ہم کلامی میں قرآنی روح پھونک سکے جس ہم کلامی کی طرف دوسرے اہلِ مذاہب کی طرح مسلمانانِ عالم بھی اس لیے آئے ہیں کہ پوری دنیا کے ایک بستی میں بدل جانے کے سبب اب ملی جلی آبادیوں ہی میں رہنا ہے۔ انسانوں کے مشترکہ مفادات و مصالح کا تحفظ اور حصول عقیدہ و مذہب کے اختلاف کے باوجود باہمی تعاون اور اشتراکِ عمل کا طالب ہے۔ یہ تعاون نہ فہمِ قرآن میں مانع ہے نہ قرآن کی تفہیم میں۔ البتہ یہ تحقیقاتِ قرآنی کے لیے ایک نیا پس منظر perspective ضرور فراہم کرتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے حلقوں میں اس نئے پس منظر کو نہ سمجھا گیا ہے نہ قبول کیا گیا ہے اس لیے اسے علیحدہ سے موضوعِ گفتگو بنانے کی ضرورت ہے۔ مگر اس مجلس کو یہ تو نوٹ کرنا ہی چاہیے کہ ہمارے اردگرد کچھ کچھ نیا نیا سا ہے، اس سے آنکھیں بند کر کے آگے نہ بڑھیے۔

یہ تو رہی بات موضوعات و مباحث کی، اب کچھ زبان اور دیگر وسائل کی بات بھی ہو جائے۔ اردو کے ساتھ ساتھ عربی اور انگریزی تو خود مسلمانوں کا احاطہ کرنے کے لیے ضروری ہے لیکن اب سنسکرت جو قدیم سے یہاں کی مذہبی زبان رہی ہے اور ہندی، ٹامل، ملیالم وغیرہ زبانوں کی طرف توجہ بھی ضروری ہے۔ ان کی طرف کچھ توجہ دعوت و تبلیغ

کے سیاق میں کی جا چکی ہے، میں علم وتحقیق کے سیاق میں توجہ کی بات کر رہا ہوں۔ پڑوسی کو سمجھے بغیر ہم کلامی دشوار ہوگی اور جیسا کہ عرض کیا ہم کلامی ناگزیر بھی ہے اور مفید بھی۔ قرآن پر تحقیق کرنے والے ان باتوں کو کیسے نظر انداز کر سکتے ہیں۔ نہ سمجھنے سے شبہات پیدا ہوتے ہیں، وقت گزرتے شبہات خطرات دکھائی دینے لگتے ہیں پھر یہ دوریاں نفرت میں بدل جاتی ہیں اور وہ فضا ہی نہیں باقی رہ جاتی جس میں حاملینِ قرآن اِس نعمت کا حق ادا کر سکیں۔

یہ بھی جان رکھیے کہ آج قرآن صرف مسلمانوں کا موضوع نہیں۔ مختلف محرکات کے تحت دنیا میں بہت سے افراد اور ادارے علوم القرآن کو اپنا میدان بنائے ہوئے ہیں۔ ان کے کام سے واقفیت ہمیں اپنا کام کرنے کے لیے ضروری ہے۔ ان میں سے کچھ کام نئے قسم کے ہیں جن سے متعلق ماضی کے علوم القرآن میں کوئی رائے نہیں ملتی، رہنمائی تو دور کی بات ہے۔ یہ کام زیادہ تر ان زبانوں میں ہیں جن کے جاننے والے اس مجلس میں کم ہوں گے۔ اسی وجہ سے ان سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے خصوصی اہتمام کرنا ہوگا۔ ہوسکتا ہے آپ کو ترجمے کا شعبہ قائم کرنا پڑے۔ ان کاموں میں بڑی مدد ملے اگر آپ اپنی ویب سائٹ کو interactive بنا سکیں۔ اس طرح آپ کو دوسروں کی رائیں جاننے میں آسانی ہوگی۔ یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ انٹرنٹ نے معلم اور متعلم کا فرق مٹا دیا ہے۔ ہم سب ایک دوسرے سے سیکھتے ہیں۔ مشرقی کلچر میں، بالخصوص دینی درس گاہوں کی بنائی فضا میں، یہ تبدیلی آسانی سے نہیں ہضم ہوگی۔ مگر اب پچھلی دنیا واپس نہیں آنے والی ہے۔ ہمیں بدلے ہوئے حالات کو سمجھ کر اپنے انداز بدلنے ہوں گے۔

آغازِ کلام میں علوم القرآن کے نشو وارتقا کے زمان ومکان کا ذکر آیا تھا۔ ابتدائی صدیوں کے جزیرۃ العرب اور اس سے متصل عجمی علاقوں کے حالات آج کے ہندوستان، بلکہ موجودہ سکڑی ہوئی انسانی بستی global village کے حالات سے بہت مختلف تھے۔ آج کے ہندوستانی، یا عالمی شہری کے ذہن پر جو مسائل چھائے ہوئے ہیں، وہ جن تردّدات میں مبتلا ہے، اسے جن چیلنجز کا سامنا ہے اُن کو سمجھ کر اپنے خطاب کو ڈھالنا ہوگا۔ قرآن انسانوں کے سامنے حاملینِ قرآن کے ذریعے آتا ہے۔ ہماری علمی وتحقیقی کاوشوں کو

اکیسویں صدی میں مؤثر قرآنی خطاب کی بنیادیں فراہم کرتا ہوں گی۔ اِس عظیم کام کے لیے سائنس، سماجی علوم اور روزمرّہ زندگی کے تجربات سے حاصل کردہ حکمتوں، سبھی کی ضرورت پڑے گی۔ بحمد اللہ ملّت کے گہوارے میں سب کچھ میسر ہے۔ میں اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمیں آگے بڑھنے اور نئے تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

مسابقہ مقالہ نویسی ۲۰۱۲ء

ادارہ علوم القرآن، علی گڑھ ملکی سطح پر طلبہ مدارس وعصری جامعات کو مقالہ نویسی کے مسابقہ میں شرکت کی دعوت دیتا ہے۔ اس میں کامیاب شرکاء کو نقد انعامات کے علاوہ ہر شریک کو توصیفی سندوی جائے گی۔

گروپ A غیر مسلم اسکالروودانشوران موضوع: قرآن مجید۔ سب کے لیے

پہلا انعام 20,000/- دوسرا انعام 15,000/- تیسرا انعام 12,000/-

گروپ B مسلم طلبہ مدارس وعصری جامعات موضوع: کیا قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے؟

پہلا انعام 10,000/- دوسرا انعام 8,000/- تیسرا انعام 6,000/- سات تشجیعی انعام 1000/-

اصول وشرائط

☆ خواہش مند حضرات ۲۹؍فروری ۲۰۱۲ء تک رجسٹریشن کرالیں، اس کے لیے بذریعہ خط/ ای میل نام، مشغلہ، پتہ اور فون نمبر سے مطلع کرنا ضروری ہے۔

☆ مقالہ جمع کرنے کی آخری تاریخ ۳۰؍مئی ۲۰۱۲ء ہے۔

☆ اردو، عربی، انگریزی یا ہندی زبان میں مقالہ لکھا جاسکتا ہے۔

☆ گروپ A کا مقالہ A4 سائز کے 30 تا 40 صفحات کے درمیان ہونا چاہیے، جو زیادہ سے زیادہ بیس ہزار الفاظ پر مشتمل ہو۔ اور گروپ B کا مقالہ 20 تا 30 صفحات کے درمیان ہونا چاہیے جو زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار الفاظ پر مشتمل ہو۔ الفاظ اور صفحات کی تحدید کا لحاظ ضروری ہے۔

☆ مقالہ نگار سرورق پر نام و پتہ اس طرح لکھیں کہ اسے علیحدہ کیا جاسکے نیز مقالہ کے اندر ایسا کوئی نشان نہ چھوڑیں جس سے مقالہ نگار کی شناخت ہوسکے۔

☆ مقالہ قرآنی آیات سے بھرپور استدلال کے ساتھ قدیم و جدید تحقیقی مصادر کے حوالہ و تجزیہ پر مشتمل ہونا چاہیے۔

پروفیسر اشتیاق احمد ظلی
صدر

اشہد جمال ندوی
کنوینر مسابقہ

ادارہ علوم القرآن، پوسٹ بکس نمبر ۹۹، شبلی باغ، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲

فون نمبر: Ph: 0571-2720311

ای میل: alquran85@gmail.com, ashhadjnadvi@rediffmail.com